رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان۔

جلد ۷ | مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۶۵

مدینة المسیح

حضرت خلیفة المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو ایام لاہور کے لیکچروں اور مختلف اوقات کی لمبی گفتگو سے سخت کوفت ہو جانے کی وجہ سے ۲۶۔ فروری کو حرارت ہو گئی ۲۷۔ کو بھی طبیعت ساف نہ تھی۔ لیکن خطبہ جمعہ حضور نے خود ہی پڑھا۔ احباب حضور کی صحت کیلئے دعا فرماویں ؛

۲۶۔ تاریخ سول سرجن صاحب گورداسپور دورہ کرتے ہوئے تشریف لائے۔ اور نور ہسپتال کا معائنہ کیا ؛ موسم بالکل بدل چکا ہے۔ اور سردی کافور ہو رہی ہے ؛

حضرت خلیفة المسیح ثانی کی لاہور سے واپسی

۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو رات کی گاڑی پر حضرت خلیفة المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا واپس قادیان تشریف لانے کا ارادہ تھا۔ لیکن حضور اپنے ایک عزیز کی بیماری کی وجہ سے رک گئے اور دوسرے دن پر روانگی کو ملتوی فرما دیا۔ دوسرے دن شام کے ۶ بجے حضور کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ کی عورتیں مرد اور نوجوان بچے احمدیہ ہوسٹل میں جمع ہوئے۔ جن کے لئے حضور نے ایک تقریر فرمائی جسمیں کارکن اصحاب کو دوسروں کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھنے اور دوسروں کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی نہایت لطیف پیرایہ میں تلقین کی۔ اور پھر موجودہ زمانہ کی یہ خصوصیت سمجھا کر کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس میں خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے فضل اور برکتیں نازل ہو رہی ہیں۔ تبلیغ احمدیت کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنے کی نصیحت کی ؛

یہ تقریر اپنے اندر خاص شان اور اثر رکھتی تھی جس کا اندازہ احباب کو مفصل شایع ہونے پر ہو سکیگا۔

تقریر کے بعد حضور نے کھانا تناول فرمایا۔ اور معہ خدام سٹیشن کو روانہ ہو گئے۔ سٹیشن پر جماعت کے بہت سے احباب اور بعض غیر احمدی معززین جمع تھے۔ جو گاڑی کے روانہ ہونے تک موجود رہے۔ امرتسر سٹیشن پر احباب امرتسر حضور کو ملے۔ اور قریباً ایک بجے بٹالہ پہونچ گئے۔ جہاں ٹھہرنے کا انتظام سٹیشن پر ہی کیا گیا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد بابو روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر نے حضرت خلیفة المسیح ثانی اور احباب کی چائے بسکٹ سے تواضع کی۔ اور پھر روانہ

پارٹی دی - جس کا مختصر سا انتظام نہایت دلکش اور بہت خوش کن تھا - اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے روانہ ہوئے - نہر پر آکر حضور تانگہ سے اتر کر پیدل چلنے لگے - اور ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ قادیان کے احباب پیشوائی کے لئے حاضر ہونا شروع ہو گئے - جن کا سلسلہ وہاں سے لے کر قادیان تک طویل تھا -

اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مبارک سفر ختم ہوا - جس میں حضور کے آٹھ عام لیکچر ہوئے اور ہر روز معزز اصحاب سے مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے رہے - احمدی احباب دور دراز سے لاہور جمع ہوئے اور کئی سو کی تعداد میں - یہ اجتماع ہمارے لئے ایک دوسرا جلسہ ہو گیا -

اس سفر کے حالات ختم کرنے سے قبل میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں - کہ احباب لاہور نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے قیام لاہور کے ایام میں مہمانوں کی جو بہت کثرت سے آئے تھے - بڑی ہمت اور کوشش سے خاطر تواضع کی - اور ہر طرح کا آرام پہنچانے میں کوشاں رہے - جزاکم اللہ احسن الجزاء - ہمارے احمدی سوداگران چرم نے ایک مکلف دعوت دی - اور اپنی غیر احمدی برادری کے لئے خاص جلسہ کر کے اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر کرائی - احمدیہ ہوسٹل کے طلباء نے بھی مہمان نوازی میں خاص حصہ لیا - اور بڑی خدمت کرتے رہے - ایک سٹوڈنٹ بشیر احمد صاحب فی کلر شیخ مشتاق حسین صاحب میٹ ایجنٹ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور حضور کے ساتھ قادیان سے جانے والے احباب کی دعوت کی جزاکم اللہ احسن الجزاء

احباب سے معذرت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیام لاہور کے ایام کی رپورٹ جو میں مسلسل اور متواتر دفتر کو بھیجتا رہا انچارج اخبار کی سہل انگاری .... کی وجہ سے ترتیب وار اور جلدی نہ شائع ہو سکی - جس کا ناظرین اخبار کی نسبت مجھے خود بہت سخت افسوس ہے - اور میں احباب سے اس فروگذاشت کی معافی چاہتا ہوا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اس کے متعلق خاص احتیاط اور انتظام کیا جائیگا - (ایڈیٹر)

اخبار احمدیہ

کنانور میں تبلیغ احمدیت

پی - پی - کنجی محی الدین صاحب احمدی مالابار سے لکھتے ہیں - کہ مولانا عبدالرحیم صاحب بہاری بہت جوش سے تبلیغ میں مصروف ہیں - غیر احمدی لوگ بھی آپ کی تقریریں کو توجہ سے سنتے ہیں - اور اب تک آپ کے ذریعہ یہاں دس کس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں -

کوڑالی میں تبلیغ

اسی طرح مولانا موصوف کوڑالی میں بھی تبلیغ فرماتے ہیں - وہاں کے قریباً پندرہ شخصوں نے بیعت کی ہے - علاوہ ازیں مولوی صاحب موضع کنوت میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے - جو کنانور سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے ان کی تقریروں سے لوگ سلسلہ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں ۔

امرتسر میں تبلیغ

امرتسر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے دوسرے دن ۲۳ - فروری کی شام کو بندے ماترم ہال میں زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق - مولانا حافظ روشن علی صاحب کی تقریر ہوئی - مجمع خاصہ تھا - بعض لوگوں نے ناشائستہ حرکات بھی کیں - مگر تقریر خدا کے فضل سے کامیاب ہوئی ۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی تقریر کے بعد مکان پر دو شخصوں نے بیعت کی جنہیں ایک صاحب بابو محمد صدیق صاحب امرتسری ہیڈ کلرک بھگوا اڑہ میں - اور دوسرے صاحب پہلے بذریعہ خط بیعت کر چکے تھے ۔

تلاش چادر

حضرت خلیفۃ المسیح کے قیام لاہور کے ایام میں، احمدیہ ہوسٹل چونکہ لوگ کثرت سے آتے جاتے رہے - ۱۵ - فروری کو ایک طالب علم کی پشمینہ کی چادر گم ہو گئی ہے - اگر غلطی سے کسی بھائی کے بستر میں چلی گئی ہو - تو وہ سید دلاور شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے پاس بھجوا دیں یا اطلاع دیں ۔

درخواست دعا

برادر ابراہیم صاحب سکنہ موضع سمائکہ اس امر کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں کہ ان کے موضع میں لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہوں - کیونکہ وہ ایک مدت سے وہاں اکیلے احمدی ہیں - برادر پی - پی - کنجی محی الدین صاحب کنانور کی والدہ بیمار ہیں - منشی غلام قادر صاحب نقشہ نویس امرتسر کی لڑکی بیمار ہے ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے - برادر خدا بخش صاحب سول ناظر جھنگ اولاد کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ایچ - ایم - مرغوب اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کابل پور خود اور ان کے بعض رشتہ دار بیمار ہیں - ان کی صحت کے لئے - میاں نصیر احمد صاحب راول پنڈی - امسال ایف - اے کا امتحان دینگے - ان کے کامیاب ہونے کے لئے دعا کی جائے - اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم کرے - آمین ۔

نماز جنازہ

میاں سلام اللہ صاحب ساکن تیوکے کی لڑکی - اور اقبال بیگم بنت مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں جو نیک اور مخلص احمدی لڑکی تھی - فوت ہو گئی ہیں - انا للہ و انا الیہ راجعون - نیز محمد رب نواز پسر خلیفہ محمد بخش صاحب ساکن ملتان جو مسجد احمدیہ لنڈن کے لئے ملتان سے قادیان میں چندہ لایا تھا - آتے ہی بیمار ہو گیا - اور چند دن میں فوت ہو گیا - حضرت خلیفۃ المسیح نے اس نوجوان کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرایا - انا للہ و انا الیہ راجعون احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں ۔

مشرکانہ رسوم کے متعلق اعلان ضروری

چونکہ شادی - ماتم - ختنہ کے موقعہ پر بعض رسومات مشرکانہ و بدعات پنجاب اور ہندوستان میں جاری ہیں - جن کا قلع قمع ہمارا فرض ہے - اس لئے ہمارے احمدی احباب ایسی تمام رسومات و بدعات سے مختصراً دفتر ہذا کو اطلاع دیں کہ ان کے متعلق ہم اپنے مبلغین کو خاص ہدایات دیں - اور اس طرح پر نہ صرف غیر احمدی بلکہ احمدی بھی اپنے تمام اعمال سنت الرسول کے مطابق بنا سکیں - ناظر تربیت قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - یکم مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی میں

حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر

واقعات خلافت علوی

۱۷ - فروری کو شام کے سوا سات بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لیکچر اسلامیہ کالج لاہور کی مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کے زیر انتظام کالج کے حبیبیہ ہال میں زیر صدارت خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بی - اے بیرسٹر ایٹ لا ہوا - داخلہ کے لئے دو آنے کا ٹکٹ مقرر تھا۔ سامعین اس کثرت سے آئے - کہ تمام ہال بھر گیا - اور لیکچر شروع ہونے پر لوگوں کے داخل ہونے کی جگہ بالکل نہ رہی جلسہ کا افتتاح مکرم حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا - اور ان کے بعد خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے لیکچر شروع کرنے کی درخواست کرتے ہوئے فرمایا :-

صدر جلسہ کی افتتاحی تقریر

میں سب سے پہلے مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس کے منتظمین نے ایک ایسے عظیم الشان جلسہ میں جیسا کہ یہ ہے - مجھے صدارت کی عزت بخشی ہے - اس شکریہ کا اظہار کرنے کے بعد سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں - کہ بہت بہتر ہوتا - اگر دوست ایسے مبارک موقع کے واسطے جبکہ ہمارے کثیر التعداد بھائیوں کے معزز و محترم اور مقتدا پیشوا اور راہنما تقریر فرمائینگے - صدارت کے لئے کسی ایسے شخص کو منتخب کیا جاتا - جو بحیثیت عالم دین کے اس کے لئے موزون و مناسب ہوتا - لیکن یہ ان کا اپنا انتخاب ہے - جو ان کے نقطہ خیال پر مبنی ہے - کہ انہوں نے مجھے یہ عزت بخشی ہے - میں اپنے عجز اور ناموزونیت کا اعتراف کرتے ہوئے دوبارہ ان اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں - جنھوں نے مجھے منتخب کیا ہے -

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا نام میری تعریف اور توصیف کا محتاج نہیں ہے - آپ لوگ خوب واقف ہیں - ان کا اسقدر کثیر مجمع کے ساتھ یہاں تشریف فرما ہونا ثبوت ہے - اس بات کا کہ آپ کی ذات اور آپکے کلام کا ان لوگوں کے دل میں کیا درجہ ہے - کچھ عرصہ ہوا - جب گذشتہ سال اس سوسائٹی میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا لیکچر ہوا - تو میں اسوقت لائل پور تھا - اور اخبارات کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا تھا - کہ حضرت نے اسی مضمون پر جو آج پیش فرمائینگے - اس کے اول حصہ پر تقریر کی - جو نہایت مقبول ہوئی - آج جیسا کہ آپ لوگوں نے اشتہار سے معلوم کیا ہو گا - اسی مضمون کا دوسرا حصہ یعنے اسلام میں اختلاف کا آغاز کس طرح اور کب ہوا - تاریخی پہلو سے بیان فرمائینگے ٭

مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ آپ صاحبان حضرت صاحبزادہ صاحب کا لیکچر توجہ اور غور سے سنیں - آپ ضرور سنیں گے میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں - کہ اس مجمع کثیر میں ابھی اور بہت سے لوگ آئیں گے - ان کے متعلق منتظم صاحبان ایسا انتظام کریں - کہ انہیں ایسی جگہ آرام سے بٹھا دیا جائے - جہاں گنجائش ہو - اور ان کی وجہ سے مجمع میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہو اور آپ صاحبان جم کر بیٹھے رہیں - تاکہ ہم لیکچر سے وہ لطف اٹھا سکیں جس کے ہم مشتاق ہیں -

اسکے بعد میں حضرت صاحبزادہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں - کہ لیکچر شروع فرمائیں ٭

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے کلمات تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد جو عظیم الشان اور نہایت مؤثر لیکچر دیا - اس کا کسی قدر خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے -

حضور نے گذشتہ سال کے لیکچر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا - کہ اس وقت تنگی وقت کی وجہ سے حضرت علی رضی کے زمانہ کے واقعات کو نہایت مختصر طور پر بیان کرنا پڑا تھا - آج میں ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کروں گا -

اس کے بعد حضور نے مسلمانوں کے اختلاف کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرمایا - کہ ایک وجہ تو یہ تھی کہ مسلمانوں کو روحانی اور جسمانی فتوحات جلد جلد اور اس کثرت سے حاصل ہوئیں - کہ وہ دونوں پہلوؤں سے ان کا پورا پورا انتظام نہ کر سکے - صحابہ کی تعداد یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے مقابلہ میں بہت کم تھی - اسوجہ سے مسلمانوں کے ایک حصہ میں کمزوری رہ گئی - دوسرے یہ کہ پہلے تو اسلام کے دشمنوں کا خیال تھا - کہ مسلمان جلدی مٹ جائیں گے - لیکن جب انہوں نے مسلمانوں کی ظاہری فتوحات کو دیکھا - اور ان کی قوت اور شوکت کا ظاہری طور پر مقابلہ کرنے کے اپنے آپ کو ناقابل پایا - تو انہوں نے مسلمانوں کے اندر داخل ہو کر دغا اور فریب سے ان کو مٹانے کی کوشش شروع کر دی - ایسے ہی لوگوں نے اسلام میں فتنہ کی بنیاد رکھی - اور ان لوگوں کو اول اول اپنے ساتھ ملا لیا - جن کی تربیت پورے طور پر اسلام میں نہ ہوئی تھی ٭

اس کے بعد حضور نے فرمایا - حضرت عثمان رضی کے زمانہ میں جو فتنہ اٹھا - اس میں اور حضرت علی رضی کے زمانہ کے فتنہ میں ایک بہت بڑا فرق ہے - اور وہ یہ کہ حضرت عثمان رضی کے خلاف جو لوگ کھڑے ہوئے - وہ اسلام میں کوئی درجہ نہ رکھتے تھے - بلکہ فاسق و فاجر تھے لیکن ان کے بعد جو جھگڑا ہوا - اس میں دونوں طرف بڑے بڑے جلیل القدر انسان نظر آتے ہیں - یہ بہت بھیانک نظارہ ہے - اس کے لئے تمہید کے طور پر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اختلاف خواہ کسی دینی امر میں ہو یا دنیوی میں - ہمیشہ اس کی وجہ سے کوئی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - ایک اختلاف کو تو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رحمت قرار

دیا ہے - مگر ایک اختلاف رحمت تو نہیں ہوتا - لیکن اس کے کرنے والے کو فاسق اور فاجر بھی نہیں کہا جا سکتا - اور وہ ایسا اختلاف ہے - کہ اختلاف کرنیوالے کے پاس اس کی تائید میں کافی وجوہ ہوں - اور وہ نیک نیتی سے ان کو پیش کرتا ہو - ہاں ایسے مسئلہ میں اختلاف نہ ہو جس کے نہ ماننے سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - ایسے شخص کو غلطی کہا جائے گا - نہ کہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا ؂

اس تمہید کے بعد حضور نے حضرت علی کے زمانے کے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا - جب حضرت عثمان رض کو شہید کر دیا گیا - تو مفسدوں نے بیت المال کو لوٹا - اور اعلان کر دیا - کہ جو مقابلہ کرے گا - قتل کر دیا جائیگا لوگوں کو جمع نہیں ہونے دیا جاتا تھا - اور مدینہ کا انہوں نے سخت محاصرہ کر رکھا تھا - اور کسی کو باہر نہیں نکلنے دیا جاتا تھا - حتیٰ کہ حضرت علی رض جن کی محبت کا وہ لوگ دعوے کرتے تھے - ان کو بھی روک دیا گیا - اور مدینہ میں خوب لوٹ مچائی - ادھر تو یہ حالت تھی - اور ادھر انہوں نے اپنی قساوت قلبی کا یہاں تک ثبوت دیا - کہ حضرت عثمان رض جیسے مقدس انسان کو جن کی رسول کریم ؐ نے بڑی تعریف کی ہے - قتل کرنے کے بعد بھی نہ چھوڑا اور لاش کو تین چار دن تک دفن نہ کرنے دیا - آخر چند صحابہ نے بکر رات کو پوشیدہ طور پر دفن کیا - حضرت عثمان کے ساتھ ہی کچھ غلام بھی شہید ہوئے تھے - ان کی لاشوں کو دفن کرنے سے روک دیا - اور کتوں کے آگے ڈال دیا - حضرت عثمان اور غلاموں کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے بعد مفسدوں نے مدینہ کے لوگوں کو جن کے ساتھ ان کی کوئی مخالفت نہ تھی چھٹی دے دی - اور صحابہ نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا پانچ دن اسی طرح گذرے - کہ مدینہ کا کوئی حاکم نہ تھا مفسد اس کوشش میں لگے ہوئے تھے - کہ کسی کو خود خلیفہ بنائیں - اور جس طرح چاہیں اس سے کرائیں - لیکن صحابہ میں سے کسی نے یہ برداشت نہ کیا - کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے - ان کا خلیفہ ہے - مفسد حضرت علی رض - طلحہ رض اور زبیر رض کے پاس باری باری گئے - اور انہیں خلیفہ بننے کے لئے کہا - مگر انہوں نے انکار کر دیا - جب انہوں نے انکار کر دیا - اور مسلمان ان کی موجودگی میں اور کسی کو خلیفہ نہیں مان سکتے تھے تو مفسدوں نے اس کے متعلق بھی جبر سے کام لینا شروع کر دیا - کیونکہ انہوں نے خیال کیا - کہ اگر کوئی خلیفہ نہ بنا - تو تمام عالم اسلامی میں ہمارے خلاف ایک طوفان بپا ہو جائیگا انھوں نے اعلان کر دیا - کہ اگر دو دن کے اندر اندر کوئی خلیفہ بنا لیا جائے - تو بہتر - ورنہ ہم علی - طلحہ اور زبیر اور سب بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر دینگے - اس پر مدینہ والوں کو خطرہ پیدا ہوا - کہ وہ لوگ جنھوں نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا - وہ ہم سے اور ہمارے بچوں اور عورتوں سے کیا کچھ نہ کرینگے - وہ حضرت علی رض کے پاس گئے - اور انہیں خلیفہ بننے کے لئے کہا - مگر انہوں نے انکار کر دیا - اور کہا کہ اگر میں خلیفہ ہوا - تو تمام لوگ یہی کہینگے - میں نے عثمان کو قتل کرایا ہے اور یہ بوجھ مجھ سے نہیں اٹھ سکتا - یہی بات حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کہی - اور اور صحابہ نے بھی جنکو خلیفہ بننے کے لئے کہا گیا - انکار کر دیا - آخر سب لوگ پھر علی رض کے پاس گئے - اور کہا جس طرح بھی ہو - آپ یہ بوجھ اٹھائیں آخر کار انہوں نے کہا - میں اس شرط پر یہ بوجھ اٹھاتا ہوں - کہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوں اور مجھے قبول کریں - چنانچہ لوگ جمع ہوئے - اور انہوں نے قبول کیا مگر بعض نے اس بنا پر انکار کر دیا - کہ جب تک حضرت عثمان کے قاتلوں کو سزا نہ دی جائے - اسوقت تک ہم کسی کو خلیفہ نہیں مانیں گے - اور بعض نے کہا - جب تک باہر کے لوگوں کی رائے نہ معلوم ہو جائے کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے - مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت قلیل تھی - اس طرح حضرت علی رض نے خلیفہ بننا تو منظور کر لیا - مگر وہی نتیجہ ہوا - جس کا انہیں خطرہ تھا - تمام عالم اسلامی نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ علی رض نے عثمان رض کو قتل کرایا ہے - حضرت علی رض کی اگر اور تمام خوبیوں کو نظر انداز کر دیا جائے - تو میرے نزدیک ایسی خطرناک حالت میں ان کا خلافت کو منظور کر لینا ایسی جرأت اور دلیری کی بات تھی - جو نہایت ہی قابل تعریف تھی کہ انھوں نے اپنی عزت اور اپنی ذات کی اسلام کے مقابلہ میں کوئی پرواہ نہ کی - اور اتنا بڑا بوجھ اُٹھا لیا ؂

حضرت علی رض جب خلیفہ ہو گئے - اور حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض نے اس شرط پر بیعت کی کہ قرآن کے احکام کی اتباع کی جائے گی - اور شریعت کے احکام کو مدنظر رکھا جائے گا - جس سے ان کا مطلب یہ تھا - کہ حضرت عثمان رض کے قاتلوں کو سزا دی جائے - مگر اس وقت حالت یہ تھی - کہ باوجود اس کے کہ حضرت علی رض خلیفہ تھے - مدینہ باغیوں کی چھاؤنی بنا ہوا تھا - چند دن کے بعد حضرت طلحہ اور زبیر حضرت علی کے پاس گئے - اور جا کر کہا - کہ باغیوں سے بدلا لیجئے - انہوں نے پوچھا - مدینہ کا حاکم میں ہوں یا باغی - انہوں نے کہا کہ ابھی تو باغی ہی ہیں - حضرت علی نے کہا - پھر میں ان سے کس طرح بدلا لے سکتا ہوں - جب تک عام جوش ٹھنڈا نہ ہو - باہر سے مدد نہ آ جائے - انتظام نہ ہو - اس وقت تک کیا ہو سکتا ہے اس بات کو انہوں نے مان لیا -

اسوقت مدینہ میں تین قسم کے مفسد لوگ تھے ایک باغی - دوسرے بدوی - جو لوٹ مار کے لئے آ گئے تھے تیسرے غلام - جو سب کے سب بے دین تھے - حضرت علی رض نے تجویز کی - کہ آہستہ آہستہ ان کو مدینہ سے نکالیں - چنانچہ انہوں نے مسجد میں اعلان کیا - کہ ہر ایک غلام اپنے آقا کے ہاں چلا جائے - ورنہ میں اس کی طرف سے خدا کے سامنے بری ہوں - باغی جو بہت چالاک اور ہوشیار تھے - انہوں نے خیال کیا - کہ اس طرح ہم کو کمزور کرنے کی تجویز کی گئی ہے - اس پر انہوں نے کہدیا - کہ کوئی باہر نہیں جائیگا - اور کوئی اس حکم کو نہ مانے - پھر حضرت علی نے بدوؤں کے متعلق اعلان کیا کہ گھروں کو چلے جائیں - اس پر بھی انکار کر دیا گیا - ادھر تو یہ حالت تھی - اور ادھر بعض صحابہ اس بات پر زور دے رہے تھے - کہ قاتلوں کو سزا دی جائے - ہمیں قرآن کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے - خواہ ہماری جان بھی چلی جائے - حضرت علی رض فرماتے - کہ قرآن کا حکم قاتل کو قتل کرنا ہے - لیکن یہ نہیں ہے کہ فوراً قتل کر دیا جائے - اس لئے فی الحال اس بات کو نہیں اٹھانا چاہیئے - اس طرح فتنہ اور زیادہ بڑھ جائیگا اس پر ان کے متعلق بھی [illegible] نبیوں کی طرفداری کرتے

ہیں۔ اور صحابہ مدینہ چھوڑکر باہر جانے لگے۔ حضرت طلحہ اور زبیر مدینہ چھوڑکر مکہ پہونچے۔ حضرت عائشہ رض پہلے سے وہاں گئی ہوئی تھیں۔ جب ان کو معلوم ہُوا۔ کہ حضرت علی قاتلوں کو سزا نہیں دیتے۔ تو انہوں نے ارادہ کرلیا کہ ابھی ان کو سزا دینی چاہیئے ۔

میرے خیال میں حضرت علی رض کی رائے موقع اور محل کے لحاظ سے احتیاط اور بچاؤ کا پہلو لئے ہوئے ہونے کی وجہ سے اعلیٰ تھی۔ مگر شریعت کی پیروی کے لحاظ سے حضرت عائشہ اور دوسرے صحابیوں کی اعلیٰ تھی ۔

حضرت طلحہ اور زبیر نے مکہ پہنچ کر حضرت عثمان کا انتقام لینے کے لئے لوگوں کو جوش دلایا۔ اور حضرت عائشہ رض اور ان کی بھی رائے ہوئی۔ کہ خواہ کچھ ہو ابھی قاتلوں کو سزا دینی چاہیئے۔ اسپر اعلان کر دیا گیا۔ کہ ہم قاتلوں کو قتل کرنے کے لئے جلتے ہیں۔ اور لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ اور کوئی سات آٹھ سو کے قریب تعداد ہو گئی۔ اور انہوں نے قاتلوں کے ساتھ لڑنا دین کی بہت اعلیٰ خدمت سمجھی۔ اسوقت سوال پیدا ہُوا کہ ہماری تعداد تھوڑی ہے۔ اگر ہم جائینگے۔ تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ وہ غالب آجائینگے۔ اس لئے چاہیئے۔ کہ بصرہ چلیں۔ جو فوج کی چھاونی تھی۔ یہ گروہ جب بصرہ کی طرف چلا۔ اور حضرت علی کو خبر ہوئی۔ تو وہ بھی بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب بصرہ کے پاس پہونچے۔ اور ایک صحابی قعقاع کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہ جاکر دریافت کرو۔ کس غرض کیلیئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا اصلاح کے لئے۔ کہا گیا۔ پھر لڑائی کیوں کریں۔ خود ملکر فیصلہ کرلیتے ہیں۔ اسپر طرفین راضی ہو گئے۔ اور حضرت علی رض نے اعلان کر دیا۔ کہ حضرت عثمان رض کے قتل میں جو لوگ شریک تھے۔ وہ میرے لشکر میں نہ رہیں۔ اسپر امید ہو گئی۔ کہ صلح ہو جائے گی۔ مگر مفسد کہاں یہ پسند کرسکتے تھے۔ کہ صلح ہو۔ انہیں ڈر تھا۔ کہ اگر صلح ہو گئی۔ تو ہم مارے جائینگے۔ انہوں نے رات کو آپس میں مشورہ کیا۔ اور آخر یہ تجویز قرار پائی۔ کہ رات کو شب خون ماریں۔ اور خود ہی جوابہ ڈالیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ طرفین کے لوگ بڑے اطمینان سے رات کو سوئے ہوئے تھے کہ صبح صلح ہو جائیگی۔ لیکن رات کو جب شور وشر سے اُٹھے تو دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے۔ ادھر مفسدوں نے یہ چالاکی کی کہ اگر ہماری اس سازش کا پتہ لگ گیا۔ تو ہم قتل کیئے جائینگے اس کے لئے انہوں نے یہ کیا۔ کہ ایک آدمی حضرت علی رض کے پاس کھڑا کر دیا۔ اور اسے کہدیا۔ جسوقت تم شور کی آواز سُنو۔ اسی وقت انہیں کہدو۔ کہ ہم پر حملہ کیا گیا۔ ادھر انہوں نے حملہ کیا۔ اور ادھر اس نے حضرت علی رض کو اطلاع دی۔ اُدہر ان کی طرف سے کچھ آدمی ان پر جا پڑے۔ دونوں طرفوں کو اصحاب کا ایک دوسرے پر افسوس تھا۔ کہ جب صلح کی تجویز کی گئی تھی۔ تو پھر دھوکہ سے کیوں حملہ کیا گیا۔ حالانکہ یہ دراصل مفسدوں کی شرارت تھی۔ ایسی صورت میں بھی حضرت علی نے احتیاط سے کام لیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ ہمارا کوئی آدمی مت لڑے۔ خواہ وہ ہمارے ساتھ لڑتے رہیں۔ مگر مفسدوں نے نہ مانا۔ ادھر بصرہ والوں کو بھی غصہ آگیا۔ اور وہ بھی لڑنے لگ گئے۔ یہ ایک عجیب لڑائی تھی۔ کہ فریقین نہ چاہتے تھے کہ لڑیں لیکن لڑ رہے تھے۔ اسوقت حضرت علی رض نے لڑائی کو روکنے کے لئے ایک اور تجویز کی۔ کہ ایک آدمی کو قرآن دے کر بھیجا۔ کہ اس کے ساتھ فیصلہ کرلو۔ اسپر بصرہ والوں نے خیال کیا۔ کہ رات تو خفیہ حملہ کر دیا گیا ہے۔ اور اب کہا جاتا ہے۔ قرآن سے فیصلہ کرلو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علی رض نے تو نیک نیتی سے ایسا کیا تھا۔ لیکن حالات ہی ایسے پیدا ہو گئے تھے۔ کہ اصحاب کو سمجھا نہیں جاسکتا تھا۔ اس وقت اس آدمی کو جو قرآن لے کر گیا تھا۔ قتل کر دیا گیا اسپر حضرت علی رض اور ان کے ساتھیوں کو اور بھی غصہ آیا۔ کہ قرآن کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اس کی طرف بھی نہیں آتے۔ اب کیا کیا جاوے۔ یہی صورت ہے۔ کہ حملہ ہو۔ ادھر سے بھی حملہ ہُوا۔ اور لڑائی بہت زور سے شروع ہو گئی۔ آخر جب اس کے ختم ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو ایک صحابی جن کا نام کعب تھا۔ حضرت عائشہ کے پاس گئے۔ اور جاکر کہا۔ کہ مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ اسوقت آپ کے ذریعہ ان کی جان بچ سکتی ہے آپ میدان میں چلیں۔ حضرت عائشہ اونٹ پر سوار ہو کر گئیں۔ اور انہوں نے کعب کو قرآن دیکر کھڑا کیا۔ کہ اس سے فیصلہ کرلو۔ حضرت علی رض نے جب ان کا اونٹ دیکھا تو فوراً حکم دیا۔ کہ لڑائی بند کر دو۔ مگر مفسدوں نے بے تحاشہ تیر مارنے شروع کر دیئے۔ اور کعب چھدکر گر پڑے۔ اور جب حضرت عائشہ پر تیر پڑنے لگے۔ تو صحابہ نے رسول کریمؐ کے ناموس پر حملہ ہوتا دیکھ کر کٹنا اور مرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں میں کوئی لڑائی ایسی خونریز نہیں ہوئی۔ جیسی یہ ہوئی۔ حضرت عائشہ کے سامنے ایک ایک کرکے آتے۔ اور مارے جاتے۔ اس وقت بڑے بڑے جرنیل اور بہادر مارے گئے۔ آخر جب دیکھا گیا۔ کہ لڑائی بند ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ اور قریب ہے۔ کہ تمام مسلمان کٹ کر مر جائیں۔ یہ کیا گیا۔ کہ حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور جونہی اونٹ گرا۔ بصرہ والے بھاگ گئے۔ اور حضرت علیؓ کا لشکر غالب آگیا۔ یہ جنگ جمل کا حال ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دراصل انہی لوگوں نے لڑائی کرائی۔ جو شریر اور مفسد تھے اور اسلام میں فتنہ ڈالنا ان کی غرض تھی۔

لڑائی کے بعد حضرت عائشہ مدینہ کی طرف جانا چاہتی تھیں۔ انہیں ادھر روانہ کر دیا گیا۔ اور حضرت علی اور دوسرے صحابی وداع کرنے کے لئے ساتھ آئے۔ روانہ ہوتے وقت حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ ہم میں کوئی عداوت نہیں۔ اتنا ہی اختلاف تھا۔ جتنا رشتہ داروں کا آپس میں ہو جایا کرتا ہے۔ یہی بات حضرت علی نے کہی۔ اور اس طرح ان کی بالکل صفائی ہو گئی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جنگ جمل کو بیان کرنے کے بعد حضرت علی رض اور حضرت معاویہ کی لڑائی کے حالات بیان کیئے۔ اور مفسدوں کی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کا ذکر کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ تمام اختلاف اور انشقاق کے باعث یہی لوگ تھے۔ جن کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے۔ کہ واقعات کو صحیح طور پر سمجھنا سخت مشکل ہو گیا تھا۔ آخر انہی لوگوں نے حضرت علی کے قتل کی سازش کی۔ اور قتل کرا دیا۔ ان کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ منتخب کیا گیا۔ لیکن انہوں نے معاویہ کے حق میں دست بردار ہو کر صلح کرلی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر ختم ہونے کے بعد جسے سامعین نے نہایت توجہ اور پورے سکون کے ساتھ سُنا۔ پریزیڈنٹ صاحب نے حسب ذیل تقریر کی :-

صدر جلسہ کی اختتامی تقریر

حضرات! میں آپ سب صاحبان کی طرف سے حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پُر زور اور پُر از معلومات تقریر کے لئے جو انہوں نے اسوقت ہمارے سامنے کی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ حضرت نے قریباً تین گھنٹے تقریر کی ہے۔ اور آپ صاحبان نے ہمہ تن گوش ہو کر سنی ہے۔ اس تقریر سے جو وسیع معلومات اسلامی تاریخ کے متعلق معلوم ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض بالکل غیر معمولی ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان کی تلاش اور تجسس کے لئے کسی وقت بہت سی کتب کا مطالعہ کیا ہوگا۔ مگر میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ یہ باتیں محض مطالعہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ اس روانی سے کسی نے تاریخی معلومات کو مسلسل بیان کیا ہو۔ اور پھر کسی تاریخی مضمون میں ایسا لطف آیا ہو۔ جو کسی داستان گو کی داستان میں بھی نہ آ سکے۔ اس کے لئے میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اسی ضمن میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سوسائٹی جس نے ہمیں ایسے اعلےٰ درجہ کے تاریخی لیکچر سے مستفید ہونے کا موقع دیا ہے۔ بہت اعلیٰ مقصد اور مدعا کے لئے قائم ہوئی ہے۔ تاریخی واقعات کو شکریہ ہونا چاہیئے۔ کہ انسان ان سے عبرت حاصل کرے۔ قرآن کریم میں بجا بجا تاریخی واقعات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس سے یہی غرض ہے۔ پس اس وقت جو حضرت صاحبزادہ صاحب نے وسیع معلومات پیش کئے ہیں۔ میرے لئے موقعہ نہیں۔ کہ فرداً فرداً ان کے متعلق بتاؤں۔ کہ ان سے یہ نتیجے حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر میں یہ یقیناً کہتا ہوں کہ یہ معلومات اس قابل ہیں۔ کہ جب چھپکر آپ کے سامنے آئینگے۔ تو پڑھنے والے دیکھیں گے۔ کہ ان میں بڑے بڑے سبق موجود ہیں۔ اسوقت میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جتنی باتیں آپ لوگوں کو یاد ہیں۔ ان پر ضرور غور کریں اور ان سے سبق لیں۔ چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے میں اور وقت نہ لوں گا۔ اور صرف یہ کہکر کہ

گر غافلی یک اشارہ کافیست

حضرت سے دُعا کرنے کی درخواست کروں گا۔

چندہ کی تحریک

اس کے بعد خان صاحب منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ فیروزپور نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس لیکچر کے چھپوانے کے لئے چندہ کی تحریک کی جسپر نقد اور وعدوں کی صورت میں دو سو کے قریب چندہ ہو گیا۔ اور جلسہ دُعا پر نہایت خیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ ختم ہوا ٭

لنڈن میں خدا کا گھر

معزز ہمعصر روزانہ اخبار وکیل امرتسر اپنے ۱۵ فروری ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں مندرجہ بالا عنوان سے رقمطراز ہے :-

"ایک مدت گذری۔ لنڈن میں خانہ خدا کی تعمیر کا سوال اٹھایا گیا تھا۔ اور اس کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے ارادے کئے گئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسلمین اور امیر افغانستان اور دیگر والیان تاج و تخت کے علاوہ بیشمار دیگر افراد قوم نے بھی اس میں عملی ہمدردی دی تھی۔ اور لوگوں کے ذوق و شوق سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ بس لنڈن میں مسجد کی تعمیر کوئی دن کی بات ہے۔ مگر آج اس تحریک کا کہیں نشان بھی نہیں ہے ٭

ہم احمدیہ جماعت کی ہمت بلند کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس نے اس سوال کو اب پھر اٹھایا ہے۔ اور اس طرح اٹھایا ہے۔ کہ تیس ہزار روپیہ کی رقم ایک ہی ہفتہ کے اندر چند مقامات کے احمدیوں نے فراہم کر دی ہے۔ اور اس وقت تک قریباً نصف لاکھ کا چندہ (نقد و موعودہ) ہو چکا ہے۔ مسجد کے لئے نصف ایکڑ زمین مطلوب ہوگی جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ اندازہ کی گئی ہے۔ اس طرح احمدیہ جماعت نے گویا ۵-۶ لاکھ روپیہ جمع کرنے کا تہیہ کیا ہے جو اس کی تعداد کو نہیں۔ بلکہ اس تعداد کی ہمت کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ بہت جلد جمع ہو جائیگا۔

کاش! یہ مسجد تمام مسلمانوں کی متفقہ کوشش سے بنتی۔ اور کم از کم خانہ خدا کی تعمیر میں تو فرقہ آرائیوں کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا" ٭

معزز ہمعصر کی آخری سطور کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور ان میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کا جواب اسی نوٹ کی ابتدائی سطور میں موجود ہے۔ جب کہ خلیفۃ المسلمین اور امیر افغانستان اور دیگر والیان تاج و تخت کے علاوہ "بے شمار دیگر افراد قوم" ملکر باوجود کوشش اور سعی کے "لنڈن میں خدا کا گھر" بنانے میں کامیاب نہیں ہوئے اور نہ صرف کامیاب ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ اس خیال کو بھی انہوں نے اپنے دل و دماغ سے نکال دیا ہے تو اب کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اس مبارک کام میں حصہ لینگے پھر جبکہ یہاں ہماری جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے یہ سلوک کیا جاتا ہے۔ کہ ان کو مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکا جاتا ہے۔ عدالتوں کے ذریعہ نماز پڑھنے سے بند کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو انہی لوگوں سے ہمیں کیونکر اُمید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ہمارے ساتھ ملکر ولایت میں مسجد کی تعمیر میں حصہ لینگے۔ اور پھر ہمیں اپنی منشاء کے مطابق ذکر الٰہی کرنے دینگے۔

عام مسلمانوں کی حالت جسقدر گر چکی ہے۔ اور گرتی جاتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ اور جب وہ اسلام کو چھوڑ چکے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ نے نیک کاموں کے کرنے اور ان میں حصہ لینے کی توفیق اُن سے چھین لی ہے۔ اس صورت میں ہمیں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔

یہ اور اسی قسم کی اور کئی ایک وجوہات ہیں جنکی وجہ سے ہم اپنی ہی ہمت اور خدا تعالیٰ کی توفیق سے اس کام کو سرانجام دینا چاہتے ہیں ٭

مذہب اور اسکی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لیکچر لاہور میں

۱۸ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ایک لیکچر زیر انتظام انٹر کالیجیٹ احمدیہ سوسائٹی احمدیہ ہوسٹل میں شام کو ساڑھے سات بجے ہوا۔ جو خاص طور پر کالجوں کے طلباء اور انگریزی خواں طبقہ کے لئے تھا۔ مکرم چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء نے چودھری ابو الہاشم صاحب ایم اے کو صدر جلسہ قرار دینے کی تحریک کی۔ جو اتفاق رائے سے پاس ہوئی۔ اور چودھری صاحب نے کرسی صدارت پر بیٹھنے کے بعد اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ جناب حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اور میاں احمد دین صاحب سٹوڈنٹ نے حضرت مسیح موعود کی ایک نظم پڑہی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرماکر تقریر شروع کی۔ جو مذہب اور اسکی ضرورت پر تھی۔ ابتداء میں حضور نے تفصیل کے ساتھ ان خیالات کو بیان فرمایا۔ جو آج کل مذہب کے متعلق انگریزی خواں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان مظالم کا ذکر کیا جو مذہب کے نام سے مختلف مذاہب کے لوگوں نے ایک دوسرے پر کئے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے انگریزی خوان لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ چونکہ مذہب کی وجہ سے لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کی پابندی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ خیال اس زمانہ میں زیادہ زور کے ساتھ اس لئے پھیل گیا ہے کہ علوم کی ترقی اور پریس کی وجہ سے اور ایک دوسرے ملک کے لوگوں کے آپس میں ملنے جلنے سے گذشتہ زمانہ کی وہ لڑائیاں اور ظلم جو مذہب کے نام سے کی گئیں۔ ان سے تعلیم یافتہ لوگ واقف ہو گئے ہیں۔ لیکن پہلے چونکہ ایسا نہ تھا۔ اس لئے ایسا خیال پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس خیال کے پیدا ہونے کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ ایک طرف تو یہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ مذہب لڑائی جھگڑے پیدا کرتا ہے۔ اور دوسری طرف وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ مذہب نے ہمیں دیا کیا ہے۔ کوئی ایسی چیز معلوم نہیں ہوتی جو مذہب نے دی ہو۔ اس کے ماتحت دو قسم کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ جنہوں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مذہب کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ محض جھوٹ اور لغو چیز ہے۔ اور اب وقت آ گیا ہے اور زمانہ اس قدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ مذہب کے جال کو توڑ دیا جائے۔ اور ہندو، عیسائی، مسلمان وغیرہ کہلانے کی بجائے سب انسان کہلائیں۔ یورپ میں تو اس کے لئے سوسائیٹیاں بن گئی ہیں۔ مگر ہندوستان کے لوگوں میں ابھی اتنی جرأت پیدا نہیں ہوئی وہ گو مذہب کو لغو چیز سمجھتے ہیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ چونکہ تمدن مذہب کے ساتھ مل گیا ہے۔ یعنی ایک ہندو کو ہندو کہلانے سے جو فوائد مل سکتے ہیں۔ وہ ہندو نہ کہلانے سے نہیں مل سکتے۔ یہی حال دوسرے مذاہب کے لوگوں کا ہے۔ اس لئے یہ تو ٹھیک ہے کہ سب کو انسان کہلانا چاہیئے۔ اور ہندو، عیسائی، مسلمان نہیں کہلانا چاہیئے۔ لیکن چونکہ عام لوگ ابھی اس بات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور ایسا کرنے سے وہ خلاف ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے فی الحال مذہب کے نام کو نہیں اڑانا چاہیئے۔

دوسرا فریق وہ ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ گو یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ مذہب کوئی چیز نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی فائدہ ہے لیکن چونکہ ترقی اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ مختلف پارٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اس لئے مذہب کے نام سے مختلف پارٹیاں ہونی ضروری ہیں۔ بس یہ نام سوائے اس کے کوئی حقیقت نہیں رکھتے جیسے کہ ٹیموں کے نام ہیں۔ جو ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

ان حالات کے پیدا ہونے پر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ جرأت اور دلیری سے کام لے کر اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے۔ کہ مذہب کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو کھلے طور پر اس کو ترک کر دیا جائے۔ اور اگر ہے۔ تو قبول کیا جائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے۔

اس کے متعلق میں اپنے نقطہ خیال سے جو جواب دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ مذہب کے متعلق فیصلہ کرتے ہوئے لوگوں نے تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا۔ انہوں نے مذہب کی ضرورت کا جواب مادی چیزوں میں تلاش کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ مذہب سے نوکری میں تجارت میں دولت میں۔ ایجادوں میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں مذہب کی یہی ضرورت ہے۔ کہ اس کے ذریعہ مال۔ دولت وغیرہ حاصل ہو۔ تو میں کہوں گا۔ کہ اس لحاظ سے مذہب ایک حد تک اس قابل ہے۔ کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ لیکن مذہب کی جو اصل غرض ہے۔ وہ اگر پوری ہوتی ہے۔ تو پھر ان باتوں کا کوئی خیال نہیں کیا جائیگا۔

اب یہ دیکھنے سے پہلے کہ مذہب کی کیا ضرورت ہے، یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ اس دنیا کو پیدا کرنے والی کوئی ہستی ہے۔ یا خود بخود پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی ایسی ہستی ہے۔ اور اس کی منشاء ہے۔ کہ لوگ کسی مذہب کو قبول کریں۔ تو مذہب کی ضرورت ثابت ہو جائیگی۔ ورنہ یہ لغو کہا جا سکیگا۔

اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی خوانوں کے اعتراضات اور موجودہ علمی تحقیقات کو مدنظر رکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت دیا۔ اور نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا۔ کہ دنیا کی کسی تحقیقات سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خدا نہیں ہے۔ بلکہ ان سے بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکچر کا یہ حصہ نہایت ہی زبردست اور بالکل نئے معلومات اور اعلیٰ نکات سے بھرا ہوا تھا۔

خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت کرنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ اب طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب خدا تعالیٰ ہے تو اسے اپنے بندوں کی مشکلات اور مصائب میں مدد کرنی چاہیئے۔ اور خود سید ھا رستہ دکھانا چاہیئے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ خدا اپنے بندوں سے بولے اور کلام کرے۔ چنانچہ وہ ایسا کرتا رہا ہے اور جن سے بولا ہے۔ ان کے ذریعہ اس نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایک قادر۔ کریم۔ رحیم ہستی موجود ہے۔ اس کے متعلق حضور نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

کے حالات اور واقعات پیش کر کے ثابت کیا۔ کہ خدا تعالیٰ ہے۔ اور اپنی منشاء کا اظہار کرتا ہے۔ تاکہ لوگ اس کے ماتحت عمل کریں۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ مذہب ایک حقیقت ہے۔ اور اس کے قبول کرنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات پیش کرنے کے بعد حضور نے فرمایا۔ اس زمانہ میں کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ پرانے قصے ہیں۔ اور تمام مذاہب والے اپنے اپنے مذہب کے اسی قسم کے واقعات پیش کر سکتے ہیں پھر کس مذہب کو خدا کی منشاء کے ماتحت سمجھا جائے۔ اس کے فیصلہ کے لئے خدا تعالےٰ نے اسلام میں اس زمانہ میں بھی ایک انسان سے کلام کیا۔ اور اس پر اپنی منشاء ظاہر کی۔ اس کے حالات۔ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ وہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اس بات کی تائید میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات مختصر طور پر پیش کر کے آپ کے صادق اور راستباز ہونے کا ثبوت دیا۔

خدا تعالیٰ کی ہستی اور اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ اس کے کلام کرنے کا ثبوت دینے کے بعد حضور قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے کا ثبوت نہایت ہی اعلیٰ طریق سے دیا اور ان اعتراضات کو رد کیا۔ جو نئی تحقیقات کی رو سے کئے جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں حضور نے روح کی پیدائش اور اس کے بقاء کی حقیقت بیان فرما کر ثابت کیا۔ کہ اس دنیا سے مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور اس سے یہاں جو کچھ کیا ہوگا۔ اس کا اسے حساب دینا ہوگا۔ اور اس حساب میں وہی انسان سرخرو ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت مذہب کی پیروی کریگا یہ ہے مذہب کی ضرورت۔

یہ لیکچر اپنی شان اور رنگ میں بالکل اچھوتا تھا۔ اور جس وضاحت کے ساتھ نہایت مشکل مسائل کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حل فرمایا۔ وہ حضور ہی کا کام تھا۔ اس وقت نہایت مختصر الفاظ میں اس لیکچر کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جس وقت اصل لیکچر مفصل طور پر شائع ہوگا۔ اس وقت احباب دیکھیں گے۔ کہ اس میں کیسے کیسے مشکل مسائل کو کس قدر آسان طریق سے حل کر دیا گیا ہے۔ جلسہ کے سامعین میں ایک کثیر حصہ کالجوں کے طلباء کا تھا۔ جنھوں نے نہایت دلچسپی اور توجہ سے لیکچر سنا آخر جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ایک نظم پڑھنے اور دعا کرنے کے بعد ختم ہوا۔

(ک)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا لیکچر

لاہور کے ایک تبلیغی جلسہ میں

۱۹ - فروری ۱۹۲۰ء کو لاہور کے احمدی سوداگران چرم نے بیرون دہلی دروازہ احاطہ میاں سراج الدین صاحب میں ایک تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا۔ جسمیں غیر احمدی سوداگران چرم کو خاص طور پر مدعو کیا۔ جلسہ کے پریزیڈنٹ مکرم ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری منتخب ہوئے اور تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریر شروع فرمائی جس کا موضوع یہ تھا کہ ہر ایک مسلمان کو وہ اعتقاد رکھنے چاہئیں جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ظاہر ہو۔ اور آپ کی بڑائی ثابت ہو۔ نہ ایسے جن سے آپکی شان میں نقص اور کمی پائی جاتی ہو۔ اس بات کو نہایت مفصل اور مدلل طور پر بیان فرمانے کے بعد حضور نے یہ دکھایا۔ کہ عام مسلمانوں کے جو اعتقادات ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا۔ اور پھر کسی وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے آسمان سے آنا پھر رسول کریم کے بعد فیضان نبوت بند شدہ ماننا وغیرہ وغیرہ سب ایسے عقیدے ہیں۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں احمدیوں کے جو عقائد ہیں۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں۔ کہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو ثابت کرتے ہیں۔ ہر ایک سمجھدار اور عقلمند انسان کو اس بات پر ضرور غور کرنا چاہیئے۔ اور ایسی باتوں کو قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہو۔ نہ ایسی جو رسول کریم کی شان کو بٹہ لگائیں۔ اور اسلام کو لوگوں کے سامنے مضحکہ خیز ثابت کریں۔

یہ تقریر اگرچہ ایسے مسائل پر تھی۔ جو ہم احمدیوں نے کئی بار سنے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی کی زبان سے سنے ہیں۔ لیکن اسوقت کوئی ایسی خاص بات تھی کہ اکثر احباب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکت کا خاص طور پر نزول ہو رہا ہے۔ قریباً اڑھائی گھنٹے تقریر ہوئی۔ جسے غیر احمدی اصحاب نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض غیر احمدی اصحاب اس شرط پر جلسہ میں آئے تھے۔ کہ اگر ہمارے مذہب کے خلاف کچھ کہا گیا۔ تو ہم اٹھ کر واپس چلے آئینگے۔ لیکن جب تقریر شروع ہوئی۔ تو اول سے آخر تک نہایت اطمینان اور شوق سے سنتے رہے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر ختم ہونے کے بعد پھر نظمیں پڑھی گئیں۔ اور مکرم ذوالفقار علی خان صاحب نے غیر احمدی اصحاب کا شکریہ ادا کیا۔ اور نہایت پرجوش الفاظ میں خدمت اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ اور اسپر جلسہ ختم ہوا۔ ہمارے احمدی سوداگران چرم نے اس روحانی دعوت کے ساتھ ہی جسمانی دعوت کا بھی انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ جلسہ کے ختم ہونے پر پرتکلف دعوت دی گئی۔ اس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر مفصل طور پر قلم بند کر لی گئی ہے۔ جو انشاء اللہ پھر شائع کی جائیگی۔

خطبہ جمعہ

۲۰ - فروری ۱۹۲۰ء کو نماز جمعہ احمدیہ ہوسٹل میں ہی پڑھی گئی۔ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ اور جماعت لاہور کے اصحاب کو فرداً فرداً تبلیغ کرنے کی بڑے زور سے تاکید فرمائی اس دن اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کئی دن سے مسلسل لمبی لمبی تقریریں کرنے اور رات کا بہت زیادہ حصہ بیدار رہنے کی وجہ سے ناساز تھی تاہم حضور نے خاصہ لمبا خطبہ فرمایا۔ جو قلم بند کر لیا گیا ہے۔ اور عنقریب شایع کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے شائع ہوا